خطبہ جمعہ حقائق وتقاضے اور امکانیات

مولانا محمد ادریس سلفی مدرس جامعہ سلفیہ

اردن میں خطبہ الجمعہ حقیقت وتقاضے اور امکانیات کے موضوع پر ہونے والے مذاکرہ میں شریک حضرات علماء کرام کے خیالات کا خلاصہ الفرقان' جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی' کویت' سے بیان کیا جارہا ہے خطبہ الجمعہ اپنی امکانی افادیت کے اعتبار سے انقلاب آفرین موقعہ ہے جسے آج بھی سیدھا رخ مل جائے تو بھنور میں پھنسی ہوئی کشتی اگرچہ وقت درکار ہو مگر کنارے لگ سکتی ہے ان اللہ لا یغیر مابقوم حتی یغیر واماباانفسھم (وما ذالک علی اللہ بعزیز) ڈاکٹر عبدالرحمٰن:۔

خطیب کو یقین ہونا چاہئے کہ وہ کردار اخلاق اور سلوک میں دوسروں کیلئے ایک نمونہ ہے ان صفات میں عمدگی اسے سامعین کے قریب کرسکتی ہے کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ وہ جس میں بھلائی' نفع مندی اور قربت کی چاہ پاتے ہیں اس کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔

خطیب کو ہمیشہ اپنے تعلقات وکردار پر نظر رکھنی چاہئے لوگوں کی کھلی آنکھیں اس کا ہمیشہ تعاقب کرتی رہتی ہیں اسے اپنے کردار کو ہمیشہ شریعت کے معیار پر رکھنا لازمی ہے

خطیب کے لباس' جسم اور جملہ وضع قطع کی اہمیت فرمان الٰہی سے واضح ہورہی ہے۔ خذوا زینتکم عند کل مسجد'

یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ کئی ایک لوگوں کا ظاہر خوبصورت مگر باطن انتہائی قبیح ہوتا ہے لیکن انسان کو باطن کے ساتھ ساتھ ظاہر بھی خوبصورت ہی رکھنا چاہئے۔

سامعین کیلئے جگہ آرام دہ ہونی چاہئے گرمی ہو یا سردی مسجد ہر موسم میں سامع کیلئے پرسکون ہونی چاہئے جو شخص گرمی یا سردی کے احساس کی شدت سے چھٹکارا نہیں پا سکا وہ کیسے ذہن کو فارغ کرکے علمی پیاس بجھائے گا لہٰذا اثر انداز ہونے کیلئے اس پہلو کا خیال رکھنا ضروری ہے مسجد کی صفائی' سامع کے نفس پر اثر انداز ہونے والی چیز ہے صاف جگہ صاف خیالات واحساسات کا مقام ہے اور سکون وراحت کا ذریعہ ہے۔

خطیب اور سامعین میں روحانی طور پر قرب ہونا چاہئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر سامعین سے صرف

تین سیڑھی بلند تھا اس طرح سامع خطیب کو اپنے قریب پاتا ہے لہذا متکلم وسامع کے درمیان وہ تعلق بحال رہے گا جو چھت کے قریب ہونے والے خطیب سے ممکن تھیں۔

کبھی خطیب اس کیفیت میں آتا ہے کہ غم وملال کا اظہار اس کے چہرے سے واضح ہو رہا ہوتا ہے اور بالآخر یہی رنج وغم اس کی گفتگو میں ڈھل کر سامعین میں پہنچ جاتا ہے خطیب کو اس پہلو کا بڑا خیال رکھنا چاہئے مسجد میں آئے تلاوت قرآن پاک کرے اس سے خوشبو مہک رہی ہو خود بھی مقتدی بھی راحت محسوس کریں جبکہ غم کی صورت بن کر آنے والا خطیب لوگوں سے میل جول رکھنے سے قاصر رہتا ہے۔

خطیب جو کچھ کہنا چاہتا ہے اسے ازبر ہونا چاہئے موضوع بالکل واضح غیر مبہم محدود ہوتا کہ سامعین کے ساتھ ایک معین وقت کے اندر رہ کر کچھ ذہن سازی کر سکے۔

خطیب کو اپنے سامعین کا علم ہونا چاہئے عامۃ الناس ہیں اہل علم ہیں علم میں کسی درجہ کے حامل ہیں ان کے احساسات اور احوال کیا ہیں کیونکہ کبھی ایک کلام کسی جگہ کے مناسب ہوتی ہے اور وہی گفتگو دوسری جگہ غیر موزوں بن جاتی ہے۔

خطیب کو موضوع سامعین کے احوال کو دیکھ کر اختیار کرنا چاہئے علماء کی مجلس میں کلام کچھ رخ اختیار کرنی چاہئے جبکہ تاجروں میں گفتگو کا رنگ الگ ہونا چاہئے ہاں اگر سامعین طلبہ ہیں کلام یکسر بدل جائے گی۔اس طرح سامعین کے احوال کے مطابق کلام تبدیل کرنا چاہئے بسا اوقات خطیب کے پاس علمی ذخیرہ موجود ہے مگر اسے تو خطبہ میں دریا سے نہر نکالنا ہے گلشن سے حسب موقعہ ومحل اور چاہت و پسند پھولوں کا چناؤ خطیب کا امتحان اور اس کی دانائی پر منحصر ہے۔

خطبہ کی ابتدا میں موضوع غیر مبہم واضح محسوس ہونا چاہئے ابتدائی ساعتوں میں سامع نے خطیب اور خطبہ کے مقام واہمیت کا اندازہ لگا لینا ہے دیکھیں قرآن حکیم کس طرح سامع کو ابھارتا' شوق دلاتا اور سننے' کان لگانے پر مجبور کرتا ہے۔

ارشاد ہے۔**ھل اتک حدیث الغاشیہ**

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل

فرمان باری ہے:۔**ارایت الذی یکذب بالدین**

فرمایا:**اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون**

ایسی ہی بہت سی آیات مبارکہ ہمیں ابتداء ہی سامع کے احساسات کو ابھارنا سکھلا رہی ہیں جبکہ کئی خطباء ہر جمعہ ایک رٹا رٹایا نا قابل فہم خطبہ اعادہ کرتے ہیں شروع میں ہی کافی وقت سامع اس نا قابل فہم عبارت کو سن کر پریشانی وقلق محسوس کرتا ہے خطبہ کی ابتدا میں تنوع اور مختصر خطبہ سامع کیلئے خوشگوار ابتداء مہیا کر کے اسے مزید سننے کا شائق بنا دے گا۔

اکثر خطباء خطبہ کو اختلافات کی نذر کر دیتے ہیں جبکہ خطبہ اختلاف کی بجائے اجتماعی مسائل پر مشتمل ہونا چاہئے ایسا نہ ہو کہ سامعین مسجد میں ہی جدا جدا آراء کی بنا پر انتشار کا شکار ہو جائیں۔ کچھ خطیب کے حامی ہوں کچھ مخالف ہوں اور مسجد چوں چوں کا مربہ بن جائے۔

مسجد میں اجتماعیمسائل بیان کریں اور اختلافی مسائل کو مخصوص علمی مجالس کی تک محدود رہنے دیں۔ مجالس میں اختلاف‘ قبول ورد تائید ومخالفت کی گنجائش ہوتی ہے۔

ایسے ہی کسی کے عیوب کو اچھالنا کوئی کار خیر نہیں بلکہ دوسروں کو بھی ایسی خصال سئیہ کی طرف ترغیب کا باعث بن جاتا ہے اس کے بجائے اگر کسی کی کوئی بھلائی دیکھی تو اسے بطور مثال ذکر کر سکتے ہیں مثلاً فلاں آدمی فوت ہوا اسے میں نے نماز عید کے موقع پر دیکھا جائے نماز اٹھائے پہلی صف میں بیٹھنے کی کوشش میں تھا امید ہے اللہ تعالیٰ اس کی اس رغبت الی الخیر کو قبول فرمائے گا۔

خطیب کو چاہئے سنی سنائی غیر موثوق بات بیان کرنے سے اجتناب کرے ممکن ہے کئی سامعین خطیب سے زیادہ علم‘ فہم والے بھی ہوں غلط بات عموماً بھی غلط ہی ہے جبکہ مجمعہ عام ہو تو مزید قباحت بڑھ جاتی ہے خطبہ کے مطالب کے لحاظ سے اس میں اتار چڑھاؤ بھی ہونا چاہئے کبھی سوال کبھی تعجب کبھی استفہام کا لہجہ اپنائے اس سے سامع کے احساسات وجذبات کو ابھارا اور برابر بیدار رکھا جا سکتا ہے ایک ہی بات کو بار بار دھرانا سامعین کی اکتاہٹ‘ عدم توجہ اور ہنسی کا باعث بن سکتا ہے بعض خطیب لفظ باری تعالیٰ کی صفات میں سے گویا عزوجل ہی جانتے ہیں لہٰذا ہر بار اللہ عزوجل‘ اللہ عزوجل نے فرمایا ہی دھراتے ہیں حالانکہ اللہ سبحانہ کے ان گنت اسماء وصفات ہیں

اگر یوں کہہ دیا جائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پھر کہے اللہ تبارک فرماتے ہیں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے اللہ سبحانہ کا حکم ہے۔۔۔۔

خطیب کو اشارے اور حرکات بھی مناسب رکھنی چاہئیں جو موضوع کے مناسب حال ہوں۔

مایوسی پھیلانا' پریشانی میں مبتلا کرنا خطیب کو زیب نہیں دیتا خطیب حالات حاضرہ سے واقف ہے امت جن احوال سے گزر رہی ہے ان کی شدت اور دردانگیزی سے کوئی ناواقف نہیں مگر اسے حق نہیں کہ اس کو کم کرنے کی بجائے اضافہ کرے اور یہ انداز ہو کہ امت آج بدترین احوال سے دوچار ہے جمعیت التفریق کا نمونہ بنی ہوئی ہے امت تو سوچکی ہے اسے اب حشر بپا ہو کر ہی بیدار کر سکتا ہے............

اس کے بجائے امید کی کرن دکھانے کی کوشش کرے مثلاً یوں بھی کہہ سکتا ہے دباؤ اور احوال کی سختی کے باوجود امت کا ضمیر سویا تو ہے مردہ نہیں ہوا اس کی مثال اس شیر کی سی ہے جو بیدار ہوتے ہی احوال کو زیر کرنے کی قدرت رکھتا ہے' ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی..........

ناامیدی اور مایوسی ایمان کے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتی **انہ لاییئس من روح اللہ الاالقوم الکافرون**

دنیا کے عظیم مدبر اور سیاستدان چاروں اطراف سے دشمن کے نرغے میں ہیں مگر ساتھیوں کو بشارتیں دے رہے ہیں مجھے شام کی کنجیاں دے دی گئی ہیں مجھے فارس دے دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز مومنوں کو موجودہ خوف کی کیفیت میں نہ رکھے گا۔

امت مسلمہ آج کے کٹھن حالات سے بھی شدید ایام سے گزر چکی ہے مغرب اور یورپ بلکہ دنیا کے تمام صلیبی اکٹھے ہو کر حملہ آور ہوگئے تاتاریوں کی بہیمیت کے بعد امت کے از سرِ نو سنبھل جانے کا کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا۔

امت مسلمہ باقی رہے گی اسلام تاقیامت رہنے کیلئے آیا

فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ لایزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق

خطیب کا فرض ہے امید کی کرن دکھائے مایوسی پھیلانے سے اجتناب کرے ماضی کی امثلہ سامنے رکھے یہ تاریکی آخر چھٹے گی۔

فجر طلوع ہونا حتمی معاملہ ہے سورج اپنے وقت پر چھپانے سے چھپ نہیں پاتا۔

ہاں یہ کب ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کی مدد کب نازل ہوگی؟

جب ہم اس کی طرف رجوع کریں گے حی علی الصلوۃ کے بعد حی علی الفلاح ہی رہے گا تانگہ چلے گا جب گھوڑا اسے کھینچے گا۔

اللہ تعالیٰ پر ہمیں حسن ظن رکھنا ہے، طلوع فجر کا منتظر رہنا ہے جسے بحمد اللہ روشن ہونا ہی ہے۔

ڈاکٹر احمد صاحب

اسلام میں خطیب کے منبر کو ایک آئینہ کی حیثیت حاصل ہے جس میں ماحول میں پائے جانے والے محاسن کو سب کے سامنے پیش کرنا اور عیوب کو حتی المقدور کم کرنے میں معاونت کرنا ہے لہٰذا خطبہ میں کئی ایک امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱) خطبہ میں ایک خاص نقطہ نظر کیلئے تعصب اختیار کر کے اسے اختلافات ابھارنے کا مقام نہیں بنانا چاہئے مسجد کا فریضہ جوڑنا ہے نہ کہ توڑنا اسے تو ایمان کے اس وسیع دائرہ میں لوگوں کو سمور کھنے کا فرض ادا کرنا ہے جس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے وہ چند فروعی اختلافات جن میں گنجائش موجود ہے انہیں پر توجہ مرکوز رکھنا کوئی احسن اقدام نہیں۔

کس قدر ہیں جو مسائل وفضائل ایک کامیاب خطبہ کا موضوع بن کر نصیحت کا کام کر سکتے ہیں امت مسلمہ عرصہ دراز سے اختلافات کی بھینٹ چڑھ چکی ہے کیا اچھا ہو جواب ہی مساجد ان اختلافات کی آگ کو مدھم کر کے اتحاد امت کا فریضہ ادا کریں۔

(۲) حالات حاضرہ اور خطبہ کا چولی دامن کا ساتھ ہے جن سے خطیب الگ تھلگ نہیں رہ سکتا کس قدر معیوب ہوگی یہ بات کہ خطیب اور اس کے ارشادات کسی اور جہت کو اپنائے ہوئے ہیں جبکہ عوام' حالات اور مقام کا تقاضا کچھ اور ہو۔

(۳) خطیب کو چاہئے کہ معاشرہ کے مرض کو جانچے اس کی تہہ تک پہنچے جب اسے پہچان چکا اس کے اسباب اور نتائج بھانپ چکا اب کتاب وسنت کی طرف رجوع کرے بڑی بصیرت وحکمت سے دوائی کا انتخاب کر کے مرض کا قلع قمع کرے۔

بے بصارت و بے بصیرت خطیب ایسی دوا تشخیص کر سکتا ہے جو مرض کے غیر مناسب ہو لہٰذا مرض گھٹنے کے بجائے بڑھ سکتا ہے۔ مرض کی عدم شناخت پر دی گئی دوا بے سود ثابت ہوگی خواہ اس کا انتخاب نصوص صحیحہ ہی کیوں نہ ہو

(۴) خطبہ جمعہ کا تمام تر انحصار کتاب وسنت اور ان سلف صالحین کی سیر واقوال پر مشتمل ہوتا ہے جن کے خیر ہونے کی خبر الصادق المصدوق نے یہ کہتے ہوئے دی کہ

''خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم''

لہٰذا خطبہ میں ہرگز موضوع' ضعیف عقلاً نقلاً غیر مقبول آثار کو داخل نہیں کرنا چاہئے اگرچہ کچھ ائمہ نے فضائل اعمال میں ضعیف احادیث قبول کرنے کو درست قرار دیا ہے لیکن انہوں نے اس کیلئے کئی ایک شروط لگائی ہیں مثلاً اسلام کے طے شدہ اصولوں کے خلاف نہ ہوں صحیح احادیث کی استناد کے بغیر نہ ہوں۔ ویسے بھی صحیح اور حسن روایات سیرۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء راشدین کے احوال ائمہ سلف کے ارشادات کی صورت اسلامی رہنمائی کیلئے خطیب کے پاس وافر ذخیرہ موجود ہے۔

(۵) خطبہ مختصر ہونا چاہئے خطبہ کی طوالت سامعین کے دلوں میں اکتاہٹ پیدا کرسکتی ہے لہٰذا خطیب کو نفرت پھیلانے سے باز رہنا چاہئے۔ سامعین میں بیمار' کمزور اور ضرورتمند لوگ موجود ہوتے ہیں جو اختصار ہی پر شراکت کرسکتے ہیں۔

علاوہ ازیں خطیب کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ وہ ایک پیغام رساں ہے نہ کہ ہدایت کا ذمہ دار' ہدایت کی ذمہ داری اور دلوں پر اثرات صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی توفیق پر منحصر ہے اگر کوئی خطیب یہ سمجھے کہ میں لوگوں کے خیالات تبدیل کر کے انہیں اپنا ہمنوا بنانے کی قدرت رکھتا ہوں تو وہ خطیب بھول پر ہے۔

(۶) کبھی خطبہ کی طوالت کا سبب وقت کی درست تقسیم نہ کرنے کی بنا پر ہوتا ہے خطیب سمجھتا ہے کہ اسے حق حاصل ہے جو چاہے جب تک چاہے کہتا چلا جائے اور لوگوں کا فرض ہے کہ طوعاً و کرہاً اس کی بات کو خاموشی سے سنیں۔ تو یہ اس کی غلطی ہے۔

اختصار و ایجاز کے ساتھ مقصود تک رسائی ہی اچھے خطیب کی علامت اور اس کی محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

کسی خطیب کو چند منٹوں میں ایک موضوع کا احاطہ کرنے کو کہا گیا تو اس نے اس کیلئے ایک ہفتہ کی مہلت طلب کی جب اسے کہا گیا تمہیں موضوع سمیٹنے کیلئے 15 منٹ مل سکتے ہیں تو اس کا جواب تھا پھر مجھے تیاری کیلئے دو دن کا وقفہ درکار ہے اسے مدعا بیان کرنے کیلئے ایک گھنٹہ وقت کا کہا گیا تو اس کا جواب تھا میں ابھی حاضر اور تیار ہوں۔

طویل گفتگو سے تمام مقاصد ایک دوسرے میں خلط ملط ہو جاتے ہیں اور خطبہ کے اہم نکات اس ہجوم کی نذر ہو کر معدوم ہو جاتے ہیں۔

مخصوص قطعہ زمین میں نباتات کی خاص مقدار ہی نفع بخش بن سکتی ہے جب وہاں نباتات کی بہتات ہو جائے کاشت کار زائد پودوں کو اکھاڑ باہر کرتا ہے تا کہ بقیہ کو باذن اللہ پھلنے پھولنے کا موقعہ مل سکے اسی طرح انسانی ذہن میں اگر مخصوص وقت میں چند مقاصد کی ترکیز نہ ہو تو وہاں کچھ بھی ثمر آور نہیں ہوتا۔

حقائق سے پہلوتہی اور طویل گفتگو سے سامع بند اور الٹے برتن کی طرح ہو جاتا ہے اور گفتگو خواہ کس قدر فصیح و بلیغ ہو اردگرد پھسل کر رہ جاتی ہے۔

خواہ مخواہ تطویل کلام کے اپنے اسباب ہوتے ہیں مثلاً موضوع پر تیاری نہ ہونے کی بنا پر خطیب احکام و توجیہات کی بر مار سامعین پر کر رہا ہوتا ہے لیکن اسے یہ خبر نہیں ہوتی کہ میں کہاں پہنچ گیا ہوں لوگ میری بات پر مطمئن ہو رہے ہیں یا نہیں لہٰذا وہ بات میں تکرار تطویل پیدا کر کے خود کو لوگوں سے دور کر رہا ہوتا ہے۔

(۷) کامیاب خطبہ کا دارومدار دلائل و شواہد کی پختگی پر ہی ہوتا ہے اس کے دلائل اگر قرآنی آیات یا احادیث ہیں تو اسے اچھی طرح یاد ہونی چاہئیں اگر کوئی شعر یا تاریخی واقعہ ہے تو بھی اسے اصل کے مطابق ہونا ضروری ہے نصوص اور ادب پاروں کو اچھی طرح بیان کرنا خطیب کے اپنے آپ اور سامعین کے ذی وقار صاحب احترام ہونے کی علامت ہے۔

(۸) خطبہ جمعہ کا ایک ہی موضوع ہونا چاہئے مختلف مسائل پر گفتگو سامعین کے اذہان کو منتشر کر سکتی ہے اور سامعین منطقی طریقہ پر کسی حل تک نہ پہنچ پائیں گے۔

خطبہ جمعہ ایک درس یا سبق نہیں جس میں علمی موشگافیوں کی گتھیاں سلجائی جا سکیں لہٰذا الفاظ و مطالب کی وضاحت اس کا لازمی عنصر ہے اس طرح کئی معانی کا احتمال رکھنے والی عبارتیں اس مقام کے قطعاً لائق نہیں

خطبہ کے عناصر و اجزاء آپس میں منطقی تسلسل کے ساتھ مربوط ہونے چاہئیں جیسے ہی خطبہ اپنے اختتام کو پہنچے سامعین بھی خطیب کے ساتھ ساتھ منطقی نتیجہ تک رسائی کر چکے ہوں۔

اسے چاہئے کہ نصوص سے اپنے نتائج تک پہنچنے کیلئے استخراج و استنباط سے راستہ ہموار کرتا جائے۔

(۱۲) ممبر معلومات بہم پہنچانے کے دیگر وسائل و ذرائع سے ایک الگ امتیاز رکھتا ہے۔ ریڈیو ٹی وی سیاسی جلسہ سب میں گفتگو آغاز سے انتہاء تک محدود ہوتی ہے لیکن خطبہ کے سامعین سابقہ اجتماعات کی روشنی میں ایک خاص ذہن بنا کر بیٹھے ہوتے ہیں۔

جبکہ درس وتدریس میں صرف تعلیم اور جدید معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قرآن حکیم کی تلاوت سے بھی وعظ فرماتے جبکہ اب خطیب ایسا کبھی نہیں کرتے ام ہاشم بنت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے "ق والقرآن المجید" نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یاد کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطبہ جمعہ میں اسے منبر پر تلاوت فرماتے تھے۔

خطیب اسلام کا ایک ایسا پیغام رساں ہے جس کے اس مقام میں اس کا کوئی ہمسر نہیں اسلامی شریعت نے اسے ایک قسم کی تقدیس سے نواز رکھا ہے اس پر یہ واجب ہے کہ ان سامعین کا اس پر حسن ظن قائم رہے جو اس کی طرف جوق در جوق بلا جبر کشاں کشاں آتے رہتے ہیں لہٰذا اسے درج ذیل صفات کا حامل ہونا چاہیے۔

(۱) بلند اخلاق اور آداب فاضلہ سے موصوف ہو

(۲) علم میں راسخ اور وسیع اسلامی معلومات رکھنے والا ہو۔

(۳) بہتر سے بہتر موضوع کا چناؤ کرے۔

(۴) تہمت اور شبہات کے مقامات سے کنارہ کش رہے۔

(۵) سامعین کے احوال و واقعات سے حتی الوسع باخبر ہو

(۶) قرآن پاک' احادیث مبارکہ اور دیگر حکمت بھرے اقوال وافر مقدار میں حفظ ہوں۔

(۷) لوگوں میں مذہبی اختلافات بڑھانے سے اجتناب کرے۔

(۸) خطبہ میں سامعین کے شوق وجذبہ کو قائم رکھے ایسا نہ ہو کہ سامعین فرض ادا کرنے کیلئے خطبہ کے آخر میں آنے کی عادت اپنانے پر مجبور ہوں۔

(۹) آواز کا اتار چڑھاؤ' تسلسل' وقف کے مقامات سے باخبر ہو۔

(۱۰) شکل وشباہت' لباس اور جسمانی حرکات پیغام کا مظہر ہوں۔

دنیا میں اگر ایسی مساجد جن میں ہفتہ وار خطبہ جمعہ ہوتا ہے شمار کرنے لگیں تو ان کی تعداد لاکھوں میں ہوگی ان میں سامعین کی تعداد کا بھی اندازہ لگائیں کس قدر ہوگی اتنی تعداد میں لوگ کسی بھی اہم سے اہم معاملہ پر جمع نہیں کیے جاسکتے اور نہ کسی وسیلہ سے جمع ہوسکتے ہیں۔

اشاعت کے وسائل تمام تر اختیاری ہوتے ہیں کسی کو ان سے استفادہ پر مجبور نہیں کیا جاسکتا

نہ اخبار پڑھنے پر نہ ریڈیو سنے پر نہ ٹی وی دیکھنے پر جبکہ یہاں لوگ ایک فریضہ کی ادائیگی کے طور پر طوعا حاضر ہوتے ہیں اوران حاضرین میں عام اجتماعات ومجالس کی نسبت جن میں کہیں صرف سائنس دان ہیں تو کہیں صرف طلبہ اور کہیں صرف ڈاکٹر کہیں صرف سادہ عوام وعلی ہذا القیاس دیگر کانفرنسیں ہوتی ہیں جبکہ اس میں ہر شعبہ اور ہر عمر کے لوگ بیٹھتے ہیں۔

ڈاکٹر مامون صاحب

ایک لیکچرار یونیورسٹی یا مدرس سکول کالج میں اور دیگر تعلیمی درسگاہوں میں حاضر ہوتا ہے تو ایک ذمہ دار بن کر اپنے موضوع کو ہر طرح سے کانٹ چھانٹ کر کے نکھارتا ہے اور ایک نتیجہ تک لیجاتا ہے ایسے ہی خطیب کا فرض ہے کہ وہ وقت سے پہلے سوچے میں کیا مخاطبین کو بیان کرنا چاہتا ہوں کیا جدید دینے جا رہا ہوں اس کے کیا نتائج برآمد ہوں گے پھر دیکھے سامعین نے کیا اچھا تاثر لیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سات ایام بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم سے نوازتے رہتے تھے اور لوگ اپنے تمام تر تربیتی امور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے لیتے تھے لیکن بروز جمعہ دیگر ایام کی نسبت کیفیت الگ ہو جاتی تھی اور اسے سامعین بھی نئی صورت میں لیتے۔

خطبہ اور درس میں فرق

درس میں بھی تعلیم خطبہ جمعہ میں بھی تعلیم ہی ہوتی ہے لیکن خطبہ میں ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام درس سے مختلف نظر آتے ہیں امام ابن القیم رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب ''زاد المعاد فی ہدی خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم'' میں بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے آپ کی آنکھیں مبارک سرخ ہو جاتیں' آواز بلند ہو جاتی' غضبناک آواز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہو جاتے گویا لشکر سے متنبہ فرما رہے ہیں لوگو تم پر صبح صبح یا شام حملہ ہوا چاہتا ہے محتاط ہو جاؤ تیار رہو۔

خطبہ جمعہ میں خطیب سامعین کے خیالات کو نئے جذبات سے ہم آہنگ کر کے انہیں ابھارتا ہے اپنے اشاروں اور بلند آواز سے انہیں اپنے ساتھ ساتھ جدید خیالات میں ڈھل جانے پر اکساتا ہے۔امید ہے خطیب حضرات ان معروضات کو خاطر میں لاتے ہوئے اپنے خطبات کو مزید موثر بنانے کی جستجو فرمائیں گے۔ واللہ ہو الموفق